حضرت مولانا سید محمد محسن شاہؒ کی شہادت

مولوی حکیم اللہ وزیر، متعلم جامعہ بنوری ٹاؤن

۱۳ مئی ۲۰۱۲ء بروز اتوار کی صبح ایک ایسی اندوہناک خبر کے ساتھ طلوع ہوئی جس کے سنتے ہی ہر ذی شعور اپنے حواس کو قابو میں نہ رکھ سکا، وجہ اس کی یہ بنی کہ ''موت العالم موت العالم'' کا مصداق جامعہ حلیمیہ درۂ پیزو کے مہتمم حضرت مولانا سید محمد محسن شاہ صاحب محض ''وما نقموا منهم الا ان یؤمنوا بالله العزیز الحمید'' کی پاداش میں ظالموں کے ہاتھوں ''فمنهم من قضی نحبه'' کا مصداق بنتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے ،إنا لله وإنا إليه راجعون۔

خاندانی پس منظر:

حضرت شاہ صاحبؒ کے آباء واجداد افغانستان کے شہر قندھار سے ہجرت کرکے ''پنیالہ'' کے قریب ''برلبِ شارع عبدالخیل'' میں بسنے لگے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا باقی خاندان اسی جگہ پر آباد ہے، صرف اپنا گھر مدرسہ کی وجہ سے درۂ پیزو میں منتقل کیا، جہاں حضرت کا خاندان آباد ہے، وہیں پر اپنی ایک خانقاہ ''یٰسین زئی'' کے نام سے قائم فرمائی، حضرت کے خاندان میں سے بعض ''دارالعلوم دیوبند'' کے فضلاء بھی ہیں، ان میں سے حضرت کے چچا مولانا محمودؒ اور والد ماجد حضرت مولانا احمد رحمہما اللہ ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ کے دادا مولانا عبدالحلیمؒ بھی بہت بڑے عالم تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے خاندان اور قائدِ جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے خاندان کا آپس میں تعلق:

ان دونوں خاندانوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ کا اصلاحی تعلق حضرت شاہ صاحبؒ کے آباء واجداد سے تھا، ابتداء میں حضرت قائدِ جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا اصلاحی تعلق حضرت شاہ صاحبؒ کے خاندان سے تھا، لیکن بعد میں مولانا نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت خواجہ خان محمدؒ سے قائم کرلیا تھا، قائد جمعیت اور حضرت شاہ صاحبؒ کے درمیان

انتہاء درجے کی بے تکلفی اور بے پناہ محبت تھی، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ قائد جمعیت جب جامعہ حلیمیہ تشریف لاتے تو حضرت شاہ صاحبؒ کسی طالب علم سے فرماتے کہ: جاؤ مولوی صاحب کے لئے مطبخ سے گرم گرم روٹی اور بغیر دودھ والی چائے بنا کر ان کی خدمت میں پیش کرو، میں سبق پڑھا کر آتا ہوں، قائد جمعیت اس جملے کو سن کر بہت خوش ہوتے اور مسکرا کر شیخ الحدیث مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم کے کمرے میں طلباء کے جم گھٹے میں تشریف لے جاتے۔

حصولِ علم:

حضرت نے ابتدائی علوم اپنے چچا محترم مولانا محمودؒ سے حاصل کئے، اس کے بعد مزید علوم کی پیاس بجھانے کے لئے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے راہی ہوئے، یہ وہ دور تھا جب حضرت مولانا عبد الحقؒ جامعہ حقانیہ میں ہی جلوہ افروز ہوا کرتے تھے، جامعہ حقانیہ سے فراغت کے بعد شاہ صاحبؒ نے اپنے علاقے درۂ پیزو میں جامعہ حلیمیہ کی بنیاد حضرت کے دادا مولانا عبد الحلیمؒ اور مفکر اسلام مفتی محمودؒ کے دست مبارک سے رکھوائی۔

جامعہ حلیمیہ پر اک نظر:

اِنہیں بزرگوں کی برکات کا نتیجہ تھا کہ جامعہ حلیمیہ ابتدائی دور سے تا حال انتہائی سادہ انداز میں دین کی نشر واشاعت میں مصروف ہے، جس کے متعلق استاذ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن مولانا محمد انور بدخشانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا تھا کہ ”یہی مدارس ہیں جو دورِ قدیم کے طرزِ تعلیم کو یاد دلاتے ہیں“ کیونکہ وہاں کی درس گاہوں میں طلباء زیادہ تعداد میں ہونے کی بنا پر بغیر تپائی کے درختوں کے سائے تلے بیٹھ کر علوم نبوی کے حصول میں لگے ہوتے ہیں اور دار العلوم دیوبند کے انار کے پیڑ کی تاریخ دُہراتے نظر آتے ہیں۔

یہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اخلاص ہی کا نتیجہ ہے کہ اتنے پسماندہ علاقے میں اتنا بڑا ادارہ بہترین انداز میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو بحسن وخوبی سرانجام دے رہا ہے، تبھی تو حضرت ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب نے فرمایا کہ: ”چھوٹے شہر میں بڑا مدرسہ ہے“۔ جامعہ حلیمیہ میں فی الحال تقریباً گیارہ سو طلباء زیر تعلیم ہیں، جن میں سے ڈھائی سو کے لگ بھگ طلباء دورۂ حدیث میں زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ حلیمیہ کچھ ایسی خاص صفات کا حامل ادارہ ہے، جو صفات دیگر اداروں میں اس درجے کی نہیں پائی جاتیں، من جملہ صفات میں سے ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہاں کے اساتذہ اور طلباء کا آپس میں انتہائی درجے کی عقیدت ومحبت کا تعلق ہے اور طلباء کا آپس میں تعلق ایسا کے ”ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة“ کا منظر پیش کرتے نظر آتے ہیں اور وہاں کے

طلباء اس پرتعیش دور میں جن مصائب کو سہتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ قابل دید ہے، تبھی تو ایک بزرگ عالم دین نے فرمایا تھا کہ: جامعہ حلیمیہ کا طرزِ معاشرت دیکھ کر مجھے صحابہ کرامؓ کا طرزِ زندگی یاد آتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ ادارہ الحمد للہ! دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور اس کی فیوض و برکات صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں، بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں، ان میں خاص طور پر افغانستان قابل ذکر ہے، افغانستان میں جاری صلیبی جنگ میں جامعہ حلیمیہ کا بہت بڑا کردار ہے۔

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیبؒ کا وہ جملہ بجا ہے جو حضرت نے جامعہ حقانیہ کے لئے استعمال فرمایا تھا کہ: ''جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ثانی دارالعلوم دیوبند ہے''۔ تو اسی طرح صوبہ خیبر پختون خواہ میں جامعہ حلیمیہ ثانیٔ جامعہ حقانیہ ہے۔

شاہ صاحبؒ کی شخصیت کے کچھ پہلو:

جس طرح جامعہ حلیمیہ خصوصی صفات کا حامل ادارہ ہے، اسی طرح اس ادارے کے مہتمم حضرت شاہ صاحبؒ بھی صفات حسنہ سے مالا مال تھے۔ مختصر طور پر حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے اتنا ہی کہنا درست ہے کہ ''کم خرچ بالانشین'' کے مصداق تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ درویش صفت شخصیت اور پختہ علم کے حامل تھے، رہن سہن اور کھانے پینے میں انتہائی سادگی اور بے تکلفی اختیار کئے ہوئے تھے اور تقویٰ میں ''**إنما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**'' کا مصداق تھے۔ حضرت نہایت ہی نرم خو اور شفیق طبیعت کے مالک تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو غیبی صفات سے بھی نوازا تھا، اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ جمعرات کی شام کو طلباء حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ گھر جانا ہے اور پیسوں کی ضرورت ہے تو حضرت جیب میں ہاتھ ڈالتے تو جتنے نکلتے، طلباء کو تھما دیتے۔

استاذ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن حضرت مولانا فضل محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ: ''شاہ صاحبؒ جیسی درویش صفت اور خدا ترس، خالص علمی شخصیت دنیا میں نہیں دیکھی''۔

شاہ صاحبؒ کی خدمات:

حضرت شاہ صاحبؒ کی علمی خدمات کے ساتھ ساتھ اصلاحی، جہادی اور سیاسی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ شاہ صاحبؒ کے اصلاحی سلسلے سے سینکڑوں مریدین مستفید ہو رہے تھے۔ سیاسی میدان میں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ساتھ گہرا تعلق تھا، جس کے بدولت جمعیت علمائے اسلام کے دو مرتبہ ضلعی امیر بھی رہ چکے تھے، اس کے علاوہ دیگر سیاسی معاملات کو حل کرتے نظر آتے تھے۔ علمی میدان میں حضرت شاہ صاحبؒ کے سامنے ہزاروں شاگرد زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف

حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت ایک طویل عرصہ سے جامع ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف اور اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب نور الانوار اور علم الصرف میں علم الصیغہ کا درس دیا کرتے تھے۔ شاہ صاحبؒ نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں، ایک بیوہ اور چار بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں، جن میں سے ایک مولانا عبد الغنی صاحب جامعہ بنوری ٹاؤن سے متخصص ہیں اور نہایت ہی قابل مفتی ہیں اور جدید مسائل پر کافی دسترس رکھتے ہیں، دوسرے صاحبزادے مولانا عبد الحئی بھی قابل قدر مدرس ہیں اور یہ دونوں حضرات جامعہ حلیمیہ میں ہی درس وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، جبکہ تیسرے اور چوتھے صاحبزادے ابھی طلبِ علم میں مصروف ہیں اور پانچویں صاحبزادے محمد ابراہیم پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

حضرتؒ کے جانشین:

جامعہ حلیمیہ کی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد الحئی کو ''خانقاہ یٰسین زئی'' کا جانشین مقرر کیا گیا ہے، جبکہ دوسرے صاحبزادے مولانا عبد الغنی کو جامعہ حلیمیہ میں اہتمام کا عہدہ سپرد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صحیح معنوں میں جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی دینی خدمات دشمن کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتی رہیں، جن کی پاداش میں بالآخر ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ کی اخیر شب بوقتِ تہجد صلوٰۃِ تہجد سے فراغت کے بعد اپنی آرام گاہ میں آرام فرمانے گئے تھے کہ دین دشمنوں نے سائلنسر لگے اسلحے سے حضرت کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

حضرتؒ کی نماز جنازہ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ نے پڑھائی، جس میں معتقدین کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی، جس میں ہر ایک کی آنکھ اشکبار تھی، حضرتؒ اپنے شاگردوں کی سسکیوں میں اپنے ہی گلشن میں سپردِ خاک کر دیئے گئے۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆☆...☆☆